روزنامہ ٹیلی فون نمبر: 213029
C.P.L 29
الفضل
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web:http://www.alfazal.com
Email:editor@alfazal.com

جمعہ 3 دسمبر 2004ء 20 شوال 1425 ہجری 3 فتح 1383 ھش جلد 54-89 نمبر 272

دعا پر یقین

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

اللہ سے دعا اس حال میں کرو کہ تم دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور غیر سنجیدہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات حدیث نمبر 3401)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے۔ اور اس کی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے۔ جب تک یہ پیدا نہ ہو گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اگر کوئی کہے کہ ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اس بات پر بھی ایمان لاتے کہ وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے، مگر گناہ ہم سے دور نہیں ہوتے۔ میں جواب میں یہی کہوں گا کہ یہ جھوٹ ہے اور نفس کا مغالطہ ہے۔ سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو، وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے۔

انسانی فطرت میں یہ خاصہ جبکہ موجود ہے کہ سچی معرفت نقصان سے بچالیتی ہے جیسا کہ سانپ یا شیر یا زہر کی مثال سے بتایا گیا ہے کہ پھر یہ بات کیونکر درست ہوسکتی ہے کہ ایمان بھی ہو اور گناہ بھی دور نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان فری میسنوں میں محض ایک رُعب کا سلسلہ ان کے اسرار کے اظہار سے روکتا ہے اور کچھ نہیں۔ پھر خدا کی عظمت و جبروت پر ایمان گناہ سے نہیں بچا سکتا؟ بچا سکتا ہے اور ضرور بچا سکتا ہے۔

پس گناہ سے بچنے کے لئے حقیقی راہ خدا کی تجلیات ہیں اور اس آنکھ کو پیدا کرنا شرط ہے جو خدا کی عظمت کو دیکھ لے اور اس یقین کی ضرورت ہے جو گناہ کے زہر پر پیدا ہو۔ زمین سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آسمان اس تاریکی کو دور کرتا ہے اور ایک روشنی عطا کرتا ہے۔ زمینی آنکھ بے نور ہوتی ہے۔ جب تک آسمانی روشنی کا طلوع اور ظہور نہ ہو۔ اس لئے جب تک آسمانی نور جو نشانات کے رنگ میں ملتا ہے۔ کسی دل کو تاریکی سے نجات نہ دے انسان اس پاکیزگی کو کب پاسکتا ہے جو گناہ سے بچنے میں ملتی ہے۔ پس گناہوں سے بچنے کے لئے اس نور کی تلاش کرنی چاہیئے جو یقین کی روشنی کے ساتھ آسمان سے اترتا ہے اور ایک ہمت، قوت عطا کرتا ہے اور تمام قسم کے گرد وغبار سے دل کو پاک کرتا ہے۔ اس وقت انسان گناہ کے زہرناک اثر کو شناخت کر لیتا اور اس سے دور بھاگتا ہے۔ جب تک یہ حاصل نہیں۔ گناہوں سے بچنا محال ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص 4)

محررین درجہ دوم کی ضرورت

☆ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں کارکنان کی وقتاً فوقتاً ضرورت رہتی ہے۔ صرف ایسے مخلص احمدی نوجوان درخواستیں بھجوائیں جو دینی کاموں سے شغف اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں اور محنت سے کام کرنا چاہتے ہوں اور مستقل طور پر حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ میں کام کرنے کے خواہش مند ہوں۔

تعلیمی قابلیت۔

☆ ایف۔اے، ایف ایس سی، بی۔اے بی۔ایس سی (کم از کم 45% نمبر)

☆ کمپیوٹر جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درخواست دینے کیلئے عمر کی حد 18 تا 25 سال ہے۔ مطلوبہ معیار پر پورا اترنے والے امیدوار اپنی درخواستیں، تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول، صدر صاحب جماعت کی تصدیق اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی کے ساتھ مورخہ 15 دسمبر 2004ء تک دفتر نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا دیں۔ نامکمل درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے۔

الف:۔ قرآن مجید ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ، چالیس جواہر پارے، ارکان (دین حق)، نماز مکمل باترجمہ

ب:۔ کشتی نوح، برکات الدعا، عام دینی معلومات

مضمون۔ بابت عقائد جماعت احمدیہ

نظم از درثمین۔ شان اسلام

ج۔ انگریزی وحساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات

د۔ امیدوار کا خوشخط ہونا لازمی ہوگا۔

نوٹ:۔ ہر جزو میں کامیاب ہونا لازمی ہے کامیاب ہونے کے لئے پچاس فیصد نمبر حاصل کرنے لازمی ہونگے۔

(ناظر دیوان۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ)

ضرورت مند مریضوں کا مفت علاج

فضل عمر ہسپتال ربوہ دکھی اور ضرورت مند مریضوں کا مفت علاج کرتا ہے۔ مخیّر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس سہولت کے فراہم کرنے میں ادارہ کی معاونت فرمائیں اور اپنی رقوم مد نادار مریضان میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

دل نذر سیدی

دلفگاروں پہ اک جلوۂ نور سے
اتری تسکینِ دل ابنِ منصور سے
شب کے ماروں پہ آئی سحر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

آپ آئے امن آ گیا ہر طرف
ابرِ لطف و کرم چھا گیا ہر طرف
سارا جاتا رہا خوف و ڈر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

ان کی قسمت کا روشن ستارہ ہوا
صحنِ سینہ میں خوش رنگ اجالا ہوا
پڑ گئی جن پہ تیری نظر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

تجھ سے عہدِ وفا کو نبھائیں گے ہم
بخدا تیرے در سے نہ جائیں گے ہم
جان سوغات تو دل نذر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

تیرے کوچے کی جب سے گدائی ملی
ان گنت خیر و برکت بھلائی ملی
ہم گدا ہو گئے تاجور سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

جب بھی آواز دو دوڑتے آئیں گے
روک ہر راہ کی توڑتے آئیں گے
سر آنکھوں پہ تیرے امر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

جو بھی کہتے ہو دل میں اتر جاتی ہے
ہر نصیحت تری کام کر جاتی ہے
تیری باتوں میں ہے اک اثر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

تیری شفقت کے سائے میں پھولیں پھلیں
ہم بسر زندگی خادمانہ کریں
تیرے چاکر رہیں عمر بھر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

اپنی تائید سے سرفرازے خدا
کامرانی سے تجھ کو نوازے خدا
تیرے قدموں کو چومے ظفرؔ سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی
علیک السلام و ظفر سیدی

مبارک احمد ظفرؔ

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

تحویل قبلہ اور مستشرقین

حقائق کے خلاف اعتراضات اور ان کے جوابات

آنحضرت ﷺ اور آپ کے جان نثار صحابہ نے 13 برس تک مکہ میں ہر قسم کے وحشیانہ مظالم برداشت کئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور عہد نبویؐ کے مدنی دور کا آغاز ہوا۔ انصار کے ایمان لانے سے مسلمانوں کو تقویت ملی اور ان کو ایک ایسی بستی میسر آگئی جہاں وہ مذہبی آزادی کے ساتھ اپنی زندگیاں گزار سکتے تھے لیکن یہ نیا دور اپنے ساتھ نئے مسائل اور نئے چیلنج بھی لے کر آیا۔

قیام امن کے لئے معاہدہ

یثرب میں بسنے والے قبائل کے درمیان رقابتوں اور خونریز جنگوں کی ایک لمبی تاریخ تھی۔ اس بستی میں مختلف مذاہب کے لوگ بس رہے تھے۔ اوس اور خزرج کی بڑی تعداد مسلمان ہو چکی تھی لیکن ایک طبقہ ابھی مشرکانہ عقائد پر قائم تھا اور ان کے علاوہ یہودیوں کے تین بڑے قبیلے، بنوقینقاع، بنونضیر اور بنو قریظہ بھی موجود تھے اور ان میں سے صرف چند لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ ان سب گروہوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے اور مدینہ میں ایک پرامن معاشرہ قائم کرنے کے لئے آنحضرتؐ نے ان سب طبقوں کے درمیان ایک معاہدہ کرایا جو میثاق مدینہ کہلاتا ہے۔ اس معاہدے میں باہمی تعاون اور مذہبی آزادی کی شرائط شامل تھیں اور ایک دوسرے کے دشمن کی مدد نہ کرنے اور مدینہ کا مشترکہ دفاع کرنے کا عہد کیا گیا تھا۔ یہ معاہدہ اس وقت تک قائم رہا جب تک یہود نے عہد شکنی کر کے فساد اور جنگ کا راستہ اختیار نہیں کیا۔

مستشرقین کے غلط نظریات

مدنی دور کی ابتداء میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کا اس پیمانے پر یہود سے واسطہ پڑ رہا تھا۔ اس دور میں مسلمانوں اور یہود کے آپس میں تعلقات کے متعلق مستشرقین نے عجیب عجیب قیاس آرائیوں کا سلسلہ تحریر کیا ہے اور ان پر بنیاد رکھ کر غلط نتائج اخذ کئے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء میں آنحضرت ﷺ کو امید تھی کہ یہود ان پر ایمان لے آئیں گے اس لئے نعوذ باللہ ان کو خوش کرنے کے لئے شروع میں توریت کی پیروی کی گئی اور یروشلم میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا لیکن جب یہود ایمان نہیں لائے بلکہ مخالفت پر کمربستہ ہوگئے تو خانہ کعبہ کو اپنا قبلہ بنایا گیا اور توریت کی پیروی ترک کر کے دین ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اکثر مستشرقین نے اس سے ملتی جلتی بات کسی نہ کسی رنگ میں لکھی ہے۔ اس ضمن میں تاریخی حوالے یا شواہد پیش کرنے کی زحمت تو نہیں کی گئی۔ محض افسانوی قیاس آرائیوں کا ایک سلسلہ ہے جو ہر طرح سے خلاف عقل ہے۔

مسلمانوں پر سبت منانے کا الزام

مثلاً Historians History of the World Vol.7 کے صفحہ 118 پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مدینہ آنے کے بعد شروع میں یہودیوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے مسلمان توریت کے احکامات کے مطابق سبت مناتے رہے لیکن جب یہودی مخالفت اور تمسخر کرنے لگے تو سبت کو موقوف کر کے جمعہ کو مذہبی عبادت کا دن بنا دیا گیا۔ سب سے پہلے تو یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں نے کبھی یہودیوں کی طرز پر سبت منایا ہی نہیں تھا۔ اور پھر یہ دیکھنا چاہئے جمعہ کی نماز کب شروع ہوئی۔

آنحضورؐ کی مدینہ آمد

سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ 12 ربیع الاول کو پیر کے روز، دوپہر کے وقت مدینہ پہنچے۔ آپ فوراً شہر میں داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ مدینہ کی دائیں جانب شہر سے دو ڈھائی میل دور، بنی عمرو بن عوف کی ایک آبادی تھی جس کا نام قبا تھا۔ آنحضرتؐ اس آبادی میں رک گئے اور منگل، بدھ اور جمعرات کا دن مدینہ کے ان مضافات میں تشریف فرما رہے اور جب مدینہ میں جمعہ کا پہلا روز آیا تو آپ بنی سالم کے محلے کی طرف تشریف لے آئے۔ اور یہاں پر آپؐ کے ہمراہ مسلمانوں نے جمعہ کی نماز پڑھی۔ اول تو محض ان تین روز میں کتنی مخالفت ہو جانی تھی، دوسرے تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ان تین روز میں یہود نے ابھی کوئی مخالفت نہیں کی تھی۔ صرف ایک یہودی کا ذکر ملتا ہے جس نے آنحضرتؐ کو تشریف لاتا دیکھ کر انصار کو آواز دی تھی کہ تم جن کا انتظار کر رہے تھے وہ آگئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان دنوں کے ذکر میں کسی یہودی کا ذکر تک نہیں آتا۔ مخالفت تو بہت دور کی بات ہے۔ بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں آنحضرتؐ کی آمد سے قبل جب صرف 40 مسلمان نماز پڑھنے والے تھے جمعہ کی نماز شروع ہو چکی تھی اور حضرت ابوامامہؓ نے یہ نماز پڑھائی تھی۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 ص 289 مطبوعہ ادارہ اسلامیات، سنن ابی داؤد۔ باب الجمعۃ فی القریٰ)

سبت منانے کا بچگانہ نظریہ

سب سے بڑھ کر یہ کہ مدینہ میں آنحضرتؐ کی آمد کے بعد پہلا ہفتہ آنے سے قبل ہی مسلمان جمعہ کی نماز ادا کر چکے تھے تو پھر یہ فرضی سبت کب منایا گیا؟ اور کس نے منایا؟ ان مصنفین نے تاریخی حقائق کا تجزیہ کئے بغیر ایک بچگانہ نظریہ پیش کر دیا ہے۔

Historians History of the World ویسے تو مغربی دنیا میں تاریخ عالم پر ایک معتبر حوالہ سمجھا جاتا ہے لیکن ایک طرف تو ابتدائی تاریخ اسلام کے ذکر میں اخلاق سے گری ہوئی زبان کے استعمال سے گریز نہیں کیا گیا اور دوسرے حالات قلمبند کرنے سے قبل سرسری تحقیق کا تکلف بھی نہیں کیا گیا۔

تحویل قبلہ

مدنی دور کے ابتدائی دو سالوں میں جو واقعہ خاص طور پر مغربی مصنفین کی توجہ کا مرکز بنا ہے وہ تحویل قبلہ کا واقعہ ہے۔ مکہ میں بھی مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ تاریخ طبری میں لکھا ہے۔

”قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد سولہ ماہ تک رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی اس کے بعد آپ نے کعبہ بیت الحرام کی سمت نماز پڑھی۔“ (تاریخ طبری جلد اول حصہ سوم ص 161)

روایات میں آتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مکہ میں تھے تو خود اس طرح نماز ادا کرتے تھے کہ آپؐ کے سامنے خانہ کعبہ بھی ہوتا تھا اور بیت المقدس بھی ہوتا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو ایسا کرنا ممکن نہیں تھا۔ ابتداء میں اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہوا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔

(فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد 1 ص 349)

مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سولہ ماہ تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کا ارشاد قرآن مجید میں نازل ہوگیا۔

(مؤطا امام مالک باب ماجاء فی القبلۃ)

قرآن کریم میں ذکر

سورۃ بقرۃ کی وہ آیات جن میں قبلے کو بدلنے کا حکم نازل ہوا یہ ہیں۔

”اور لوگوں میں سے بیوقوف ضرور کہیں گے کہ کس چیز نے ان کو اپنے اس قبلہ سے پھیر دیا ہے جس پر وہ (پہلے) قائم تھے۔ تو کہہ دے مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسطی امت بنا دیا تا کہ تم لوگوں پر نگران ہو جاؤ اور رسول تم پر نگران ہو جائے اور جس قبلہ پر تو (پہلے) تھا وہ ہم نے محض اس لئے مقرر کیا تھا تا کہ ہم اسے جان لیں جو رسول کی اطاعت کرتا ہے بالمقابل اس کے جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے۔ اور اگرچہ یہ بات بہت بھاری تھی مگر ان پر (نہیں) جن کو اللہ نے ہدایت دی اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کر دے۔ یقیناً اللہ لوگوں پر بہت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یقیناً ہم دیکھ چکے تھے تیرے چہرے کا آسمان کی طرف متوجہ ہونا۔ پس ضرور تھا کہ ہم تجھے اس قبلہ کی طرف پھیر دیں جس پر تو راضی تھا۔ پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور جہاں کہیں بھی تم ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو اور بے شک وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے وہ ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ اس سے جو وہ کرتے ہیں غافل نہیں ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیات 143 تا 145)

قرآنی پیشگوئی کی عظمت

اب سیدھی سی بات ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی گئی۔ جب یہ فرمان نازل ہوا کہ اب سے خانہ کعبہ قبلہ ہوگا تو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی گئی لیکن مستشرقین نے اس سے عجیب عجیب نتائج اخذ کر کے اسے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا کیونکہ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی تھی کہ لوگوں میں سے بیوقوف اس پر ضرور اعتراض کریں گے اگر تو یہ اعتراض اس زمانے کے یہود اور مشرکین تک محدود رہتا تو اس پیشگوئی کی عظمت موجودہ دور کے لوگوں پر مشتبہ رہتی مگر مستشرقین نے اس حکم پر مسلسل اعتراضات کر کے خود اس کو پورا کرنے کا سامان کر دیا ہے۔

مستشرقین کے اعتراضات

ولیم میور (Muir) صاحب اپنی کتاب دی لائف آف محمدؐ کے صفحہ 189 پر تحریر کرتے ہیں کہ پہلے تو مسلمانوں نے یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی لیکن یہود کو مائل کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں ناکام ہوگئیں بلکہ یہود نے یہ اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ تمہارے پیغمبر کو تو اپنے قبلے کا بھی علم نہیں تھا جب تک ہم نے اسے خبر نہ کی تو پھر آنحضرتؐ نے قبلہ تبدیل کر کے خانہ کعبہ کی طرف کر دیا۔ اسی طرح آرنلڈ (Arnold) صاحب اپنی کتاب The Preaching of Islam کے صفحہ 27 پر یہی نظریہ پیش کرتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں نے یہود کے دل جیتنے کے لئے ان کے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی مگر جب یہود ایمان لانے کی بجائے تمسخر اور اعتراض کرنے لگے تو کعبہ کی طرف رخ کر لیا گیا۔ منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) نے بھی اپنی کتاب Muhammad, Prophet and Statesman کے صفحات 112 تا 114 پر اسی اعتراض کو دہرایا ہے کہ جب یہود سے تعلقات کشیدہ ہوئے تو مسلمانوں نے اپنا قبلہ یروشلم سے تبدیل کر کے خانہ کعبہ کی طرف کر دیا لیکن اپنے زعم

میں بہت گہرائی میں جاتے ہوئے اس میں کچھ اور باتوں کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وقت کے ساتھ مسلمانوں کے عبداللہ بن ابی سے تعلقات کشیدہ ہو رہے تھے۔ عبداللہ بن ابی کے یہود کے ساتھ گہرے تعلقات تھے اور اسی طرح حضرت سعد بن معاذؓ اب اسلام کی زیادہ مدد کر رہے تھے اور نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ اس لئے قبلہ تبدیل کر کے خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ یہ اتنا احمقانہ استدلال ہے کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی کو اہل یثرب پہلے اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے لیکن ان کے قبول اسلام کی وجہ سے وہ بادشاہ نہ بن سکا۔ وہ آغاز سے ہی اسلام کے خلاف تھا۔ شروع میں مسلمان نہیں ہوا اور پھر قوم کے دباؤ میں آ کر اسلام قبول کر لیا لیکن آخر تک منافقانہ سرگرمیوں میں مشغول رہا۔ نامعلوم واٹ صاحب کو کس نے خبر دے دی کہ عبداللہ بن ابی بن سلول آہستہ آہستہ مسلمانوں سے دور ہوا تھا۔ اسی طرح ان کا یہ لکھنا بھی بے بنیاد ہے کہ تحویل قبلہ سے قبل رفتہ رفتہ حضرت سعد بن معاذؓ نمایاں ہو رہے تھے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ نے آنحضرتؐ کی مدینہ آمد سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب آپ اسلام قبول کر کے اپنے گھروں میں آئے تو انہوں نے اسی وقت واضح طور پر اپنے قبیلہ یعنی قبیلہ عبدالاشہل کو کہہ دیا تھا کہ جب تک تم اسلام نہیں لاؤ گے میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ اور اسی وقت ان کا قبیلہ اسلام لے آیا تھا۔ اور اس کے معاً بعد وہ آنحضرت ﷺ کے بھجوائے ہوئے معلم حضرت مصعبؓ کو اپنے گھر لے آئے تھے۔ حضرت سعد بن معاذؓ تو شروع ہی سے مسلمانوں میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اور ان کے مقابل پر عبداللہ بن ابی بن سلول کا رویہ آغاز سے ہی معاندانہ تھا۔ چنانچہ مدینہ تشریف لانے کے کچھ ہی عرصہ بعد آنحضرتؐ نے اس کو تبلیغ فرمائی اور قرآن مجید کی آیات سنائیں تو اس نے بہت رعونت سے جواب دیا کہ جو آپ کی باتیں نہیں سننا چاہتا اسے یہ باتیں سنا کر تکلیف نہ دیں۔ اور رہی بات یہودیوں کے حلیف ہونے کی تو صرف عبداللہ بن ابی بن سلول یہود کا حلیف نہیں تھا بلکہ اسلام کی آمد سے قبل مدینہ کے تمام قبائل یہود کے کسی نہ کسی قبیلے سے اتحاد رکھتے تھے۔ خود حضرت سعد بن معاذؓ کا قبیلہ یہود کے بنو قریظہ کا حلیف تھا۔ واٹ صاحب کا کمزور استدلال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ بنیادی حقائق کا علم تو رکھتے نہیں لیکن اپنی مرضی کا نتیجہ اخذ کرنے کے لئے فرضی وجوہات تراش لیتے ہیں۔ یہ بات کہ قبلہ اس لئے تبدیل ہوا کہ سعد بن معاذؓ نمایاں ہو رہے تھے ایک مضحکہ خیز دعوے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ بہرحال اب مستشرقین کے ان اعتراضات کی طرف واپس آتے ہیں۔ ان اعتراضات کا لب لباب یہ ہے کہ قبلے کا تعین خدا تعالیٰ کے حکم سے نہیں ہوا تھا بلکہ نعوذ باللہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اور سیاسی مقاصد کے تحت یہ احکامات وضع کر لئے جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ مستشرقین ان احکامات کو الہامی تو مانتے نہیں لیکن تاریخی شواہد کو مدنظر رکھنا اور عقلی دلائل دینا تو ان کے لئے بہرحال ضروری ہے۔ اسی کسوٹی پر ان اعتراضات کو پرکھ کر دیکھتے ہیں۔

خانہ کعبہ کے ساتھ ایک تعلق

آنحضرتؐ مبعوث ہونے کے بعد 13 برس تک مکہ مکرمہ میں تشریف فرما رہے۔ مکہ اور اس کے گرد و نواح میں تو یہود موجود ہی نہیں تھے اور نہ ہی یہود سے براہ راست کوئی رابطہ تھا جس کی وجہ سے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی۔ جو قبائل اس علاقے میں موجود تھے اور جن قبائل سے لوگ اسلام قبول کر رہے تھے۔ انہیں فطرتاً، نسلوں سے خانہ کعبہ سے ایک جذباتی تعلق تھا۔ ان کے لئے خانہ کعبہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا تو ایک امتحان ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن پھر بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشا تھا اس لئے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور معتبر تاریخی کتب میں اس بات کا واضح ذکر ملتا ہے کہ مکہ میں مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اس ضمن میں تاریخ طبری کا ایک حوالہ دیا جا چکا ہے۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے۔

''ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تھے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ کعبہ آپؐ کے سامنے ہی تھا۔ ہجرت فرمانے کے سولہ مہینے کے بعد تک یہی عمل رہا۔ پھر آپؐ کو کعبے کی طرف متوجہ کر دیا گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد دوئم ص 19)

دعویٰ نبوت کے بعد گیارہ برس تک تو مدینہ کا کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس صورتحال میں اگر انسانوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی عقل سے کوئی قبلہ تجویز کیا جاتا تو پھر اس وقت سے ہی خانہ کعبہ کو قبلہ ہونا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس وقت خدا کا حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اس لئے سب مسلمان اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان تو اس وقت سے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے جب ابھی یہود سے کوئی واسطہ یا رابطہ ہی نہیں ہوا تھا پھر مستشرقین کا یہ کہنا کہ یہودیوں کو مائل کرنے کے لئے بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تھا ایک بے معنی سی بات ہے۔

عرب قبائل میں خانہ کعبہ کی اہمیت

مکہ مکرمہ کے علاوہ مدینہ کے جن قبائل میں اسلام پھیل رہا تھا اور جن کی مدینہ میں اکثریت تھی وہ نسلاً عرب تھے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل بھی ان کے نزدیک بیت المقدس کی کوئی خاص حیثیت نہیں تھی جبکہ وہ خانہ کعبہ کو دنیا کا مقدس ترین مقام سمجھتے تھے اور اس کی زیارت کے لئے سفر کرتے تھے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب مدینہ میں رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا تو حضرت براءؓ بن معرور بھی مسلمان ہو گئے لیکن ابھی رسول کریم ﷺ کی زیارت نہیں کی تھی۔ اگلے برس جب حج کے لئے نکلے تو حضرت براء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اور خانہ کعبہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھوں۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہؐ تو بیت المقدس کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ سفر میں باقی لوگ بیت المقدس کی طرف اور حضرت براءؓ خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لوگ حضرت براءؓ کے اس فعل پر خوش نہیں تھے۔ یہاں تک کہ یہ قافلہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپؐ کے حضور عرض کیا گیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم صبر کرتے تو قبلہ پر ہی ہوتے۔ پھر اس دن سے حضرت براءؓ بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 ص 292-293)

جب اکثریت کے دل میں فطرتاً خانہ کعبہ کی محبت بہت زیادہ تھی تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا محض خدا تعالیٰ کے منشاء کے تحت ہی ہو سکتا تھا نہ کہ کسی گروہ کو خوش کرنے کے لئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

مکہ میں آپ کا بیت المقدس کی طرف منہ کرنا بھی ان لوگوں کے لئے جو اہل مکہ میں سے مسلمان ہوئے تھے ایک بڑا بھاری ابتلاء تھا۔ کیونکہ وہ صدیوں سے بیت اللہ کو ایک مقدس معبد مانتے چلے آئے تھے اور اس کے مقابلے میں بیت المقدس کی ان کے دل میں کچھ بھی وقعت نہ تھی۔ پس مکہ والوں کو یہ کہنا کہ تم بیت المقدس کی طرف منہ کرو ان کے لئے بڑا بھاری ابتلاء تھا۔ اور مدینہ میں بھی جہاں یہود کا زور تھا یہ کہنا کہ تم بیت اللہ کی طرف منہ کرو ان لوگوں کے لئے جو یہود اور نصاریٰ میں سے مسلمان ہوئے ایک بڑا بھاری ابتلاء تھا۔ (تفسیر کبیر جلد 2 ص 234)

وہیری صاحب قرآن کریم پر اپنی کمنٹری میں جگہ جگہ قرآنی احکامات پر اعتراضات کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تحویل کعبہ کے حکم پر بھی انہوں نے لمبے چوڑے اعتراضات کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مکہ میں تو مسلمان مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، البتہ مدینہ آنے پر یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی اور جب یہودی ایمان نہ لائے بلکہ مخالفت میں ترقی کرتے گئے تو قبلہ خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

(Commentary on the Koran by Reverend Wherry, Vol. II Page 238-241)

اول تو تاریخی طور پر ان کی یہ بات غلط ہے کہ مکہ میں قیام کے دوران کوئی قبلہ مقرر ہی نہیں تھا۔ تاریخی شواہد واضح طور پر اس کی تردید کرتے ہیں۔ وہ اکثر مقامات پر تو کوئی حوالہ دیتے ہی نہیں اور بہت سی جگہوں پر ولیم میور جیسے مغربی مصنفین کی تحریروں کو دلیل کے طور پر پیش کر دیتے ہیں۔ میور کوئی اصل تاریخی ماخذ میں سے تو نہیں ہے کہ اس کی کتاب کو دلیل کے طور پر پیش کیا جائے۔ بلکہ ولیم میور کی کتاب لائف آف محمدؐ تو خود تاریخی غلطیوں اور غلط استدلال سے بھری ہوئی ہے اور اپنے دوسرے مفروضے کے حق میں بھی وہ کوئی دلیل سامنے نہیں لاتے بلکہ محض خالی دعویٰ ہی پیش کرتے ہیں بلکہ ان آیات کی تشریح میں وہ ایک اور دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے انبیاء اور ان کے علاوہ سب سے زیادہ حضرت ابراہیمؑ کی تعریف اصل میں یہود کو خوش کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مکی آیات میں بھی جب ابھی یہود سے کوئی واسطہ نہیں تھا، ان انبیاء کی تعریف کی گئی ہے اور ان آیات میں بھی جو یہودیوں کے اخراج کے بعد نازل ہوئیں، ان مقدس وجودوں کی تعریف موجود ہے یہ تاریخی شواہد وہیری صاحب کے الزام کو حرف غلط کی طرح مٹا رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت ابراہیمؑ تو خود آنحضرتؐ کے جد امجد تھے اور عرب کے لوگ ان کو اپنا جد امجد سمجھتے تھے۔ اور اس بات پر فخر کرتے تھے تو اس صورتحال میں وہیری صاحب کا یہ لکھنا کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی تعریف دراصل یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے تھی۔ ایک لغو اور خلاف عقل بات ہے دنیا میں یہ کبھی نہیں سنا کہ کوئی اپنے آباؤ اجداد کی تعریف غیروں کو خوش کرنے کے لئے کر رہا ہو۔

جہاں تک لوگوں کو مائل اور خوش کرنے کے لئے عقائد کی تبدیلی کا تعلق ہے تو یہ اعتراض دراصل عیسائیت پر وارد ہوتا ہے۔ جب تک عیسائیت فلسطین کے علاقے تک محدود تھی۔ جہاں یہودی اکثریت میں تھے اور غلامی کے باوجود بہت اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ اس وقت تک عیسائی یہودی شریعت کی پیروی کرتے رہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت تو خود اناجیل سے ملتا ہے۔ چنانچہ متی کی انجیل میں درج ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:۔

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا......'' (متی باب 5:17 تا 19)

کتنی وضاحت سے تعلیم دی گئی ہے کہ یہودیوں کی شریعت سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھنا۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بار بار یہودی علماء کے کردار کی مذمت کی لیکن انجیل میں یہ درج ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں کو یہی نصیحت فرمائی تھی کہ دینی معاملات میں جس طرح یہودی فقیہ حکم دیں تم نے اسی طرح کرنا ہے جیسا کہ متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں کو فرمایا:۔

''فقیہ اور فریسی موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں

باقی صفحہ 5 پر

پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔''

(متی باب 2:22 تا 3)

اس حکم کی رو سے تو عیسائیوں پر لازم تھا کہ ہر دینی معاملے میں اپنے پادریوں کی بجائے یہودی علماء سے فتویٰ لیتے۔ اور پھر واقعہ صلیب سے معاً قبل حضرت عیسیٰؑ نے توریت کے احکامات کے مطابق خود عید فسح کا تہوار منایا اور اس طرح اپنے متبعین کو اپنے عمل سے سبق دیا کہ انہوں نے ہر حال میں توریت کی شریعت کی پیروی کرنی ہے لیکن پھر کیا ہوا؟ حضرت عیسیٰؑ کے ان ارشادات پر عیسائی صرف اس وقت تک عمل کرتے رہے جب تک وہ ایسے ملک میں آباد تھے جہاں یہود کی اکثریت تھی۔ اور یہود ان پر دباؤ ڈالنے اور ظلم کرنے کی طاقت رکھتے تھے لیکن جیسے ہی عیسائیت کے قدم روم کے علاقے میں پڑے اور غیر قوموں کا ان کی طرف رجحان ہونا شروع ہوا تو عیسائیوں نے پولوس کی سرکردگی میں حضرت عیسیٰؑ کے احکامات کے خلاف توریت کی شریعت کی اتباع ختم کر دی اور ان اقوام کو خوش کرنے کے لئے اپنے عقائد اور احکامات تبدیل کر دیئے۔ ورنہ تو ان پر لازم تھا کہ اتوار کو اپنا مذہبی دن نہ سمجھتے بلکہ توریت کے احکامات کے مطابق ہفتے کے روز سختی سے سبت کا تہوار مناتے۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کو تبلیغی سفروں کے متعلق نصیحتیں کیں تو پہلی نصیحت یہ تھی۔

''غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔

(متی باب 6:10)

اس حکم کی رو سے تو عیسائیوں پر فرض تھا کہ بنی اسرائیل سے باہر کسی کو تبلیغ نہ کرتے لیکن جب ان پر سے حضرت عیسیٰؑ کی نگرانی ہٹ گئی اور ابتداء کے عیسائیوں نے یہ دیکھا کہ یہود تو مانتے نہیں بلکہ مخالفت میں بڑھتے جا رہے ہیں اور غیر اقوام کے پاس اثر و رسوخ اور مال و دولت بھی زیادہ ہے جبکہ یہود اس وقت محکوم تھے تو پھر انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے اس اہم حکم کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی کوششوں کا مرکز غیر اقوام کو بنا لیا۔

مستشرقین کے خیالات کی ایک انتہا تو یہ ہے کہ قبلہ کا تعین بھی یہود کو خوش کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور دوسری انتہا یہ کہ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ آنحضرتؐ کے دور میں یہود کو مسلمان کرنے کی کوشش نہیں کی گئی کیونکہ ان کے لئے اپنا دین اور اپنی کتاب موجود تھی اسی لئے ان کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا اور اسی طرح عیسائیوں کو بھی مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہا جاتا تھا۔ چنانچہ کیرن آرمسٹرانگ (Karen Armstrong) اپنی کتاب Islam A Short History میں لکھتی ہیں۔

''چنانچہ (حضرت) محمد (ﷺ) نے کبھی یہودیوں اور عیسائیوں کو مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہا سوائے اس کے کہ ان میں سے کسی نے خود اس خواہش کا اظہار کیا ہو۔''

(Islam A Short History by Karen Armstrong Page 9)

اور یہی بات وہ اپنی دوسری کتاب Life of Muhammad کے صفحہ 155 پر دہراتی ہیں۔ نہ معلوم انہوں نے یہ نتیجہ کیسے اور کس بنا پر اخذ کر لیا لیکن ایک طفل مکتب بھی بتا سکتا ہے کہ یہ بات تاریخی حقائق کے بالکل خلاف ہے۔

چنانچہ مکی دور میں بھی وحی الٰہی یہ اعلان کر چکی تھی کہ آپ تمام انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ سورۃ اعراف تو مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی آیت 159 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''تو کہہ دے اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔''

بائیبل کے بیان کے مطابق بھی تمام انسانیت کی طرف مبعوث ہونے کا یہ دعویٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے کبھی نہیں کیا تھا۔ انجیل کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے اپنی آمد کا مقصد یہ بیان فرمایا تھا۔

''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔''

(متی باب 24:15)

اور سورۃ البقرۃ میں یہود کو مخاطب کر کے ارشاد ہے۔ ''اور اس پر ایمان لے آؤ جو میں نے اس کی تصدیق کرتا ہوا اتارا ہے جو تمہارے پاس ہے اور اس کا انکار کرنے میں پہل نہ کرو۔''

(سورۃ البقرۃ آیت 42)

اور پھر اہل کتاب یعنی عیسائیوں اور یہودیوں کو مشترکہ طور پر مخاطب کر کے ارشاد ہے۔

''اے وہ لوگو جو کتاب دیئے گئے ہو اس پر ایمان لے آؤ جو ہم نے اتارا ہے تصدیق کرتا ہوا اس کی جو تمہارے پاس ہے پیشتر اس کے کہ ہم بعض چہروں کو داغ دیں اور انہیں ان کی پیٹھوں کے بل لوٹا دیں۔''

(سورۃ النساء:48)

اگر عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے ان کا دین کافی سمجھا گیا تھا تو پھر عیسائیوں اور یہودیوں کو مخاطب کر کے دعوت مباہلہ کس لئے دی گئی ہے۔

(سورۃ ال عمران آیت 62، سورۃ جمعہ آیت 7)

یہ تو صرف چند مثالیں ہیں ورنہ قرآن مجید میں شروع سے آخر تک بیسیوں مقامات پر یہود اور عیسائیوں کے غلط عقائد کا رد کیا گیا ہے اور انہیں اسلام قبول کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نہ جانے کیرن آرمسٹرانگ صاحبہ نے یہ نظریہ کہاں سے اخذ کر لیا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے ان کا دین اور ان کی کتاب کافی سمجھی گئی تھی اور اسلام کے پیغام میں اس بات پر زور نہیں دیا گیا تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں۔

اس کے علاوہ مکی اور مدنی دور کے تاریخی واقعات اس مفروضے کو جھٹلا رہے ہیں۔ عیسائیوں میں تبلیغ کا کام تو مکہ کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ اس وقت نہ صرف نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا بلکہ حبشہ سے بارہ عیسائی راہبوں اور پادریوں کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب ان کے سوالات ختم ہوئے تو آنحضرتؐ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور ان کے سامنے قرآنی آیات کی تلاوت کی۔ جب انہوں نے قرآن مجید کو سنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (سیرت ابن اسحاق ص 351)

اسی طرح ہجرت کے معاً بعد مدینہ میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور آپ کے اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یہودی بہت جھوٹے اور تہمت لگانے والے ہیں اس لئے میں چھپ جاتا ہوں تو آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں یہود آئے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ چھپ گئے۔ تب آنحضرتؐ نے یہود سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی بابت دریافت فرمایا کہ تم میں سے وہ کیسے آدمی ہیں۔ سب یہود نے بیک زبان کہا کہ وہ ہمارے سردار اور سردار کے فرزند ہیں۔ ہمارے عالم اور ماہر ہیں۔ جب وہ آپ کی تعریف سے فارغ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ باہر نکلے اور فرمایا کہ اے گروہ یہود خدا سے ڈرو اور اس دین کو قبول کرو جو یہ رسول لائے ہیں۔ واللہ تم جانتے ہو یہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے نام اور ان کی صفت کے ساتھ تم ان کو توریت میں لکھا پاتے ہو۔ تب یہود بہت غصے میں آئے اور آپ کو جھوٹا اور برا بھلا کہنے لگے۔ اس طرح یہود میں تبلیغ کا کام تو مدنی دور کے بالکل آغاز میں ہی شروع ہو گیا تھا۔

(سیرت بن ہشام جلد 1 ص 345-346)

اور معتبر روایات سے ثابت ہے کہ بہت مرتبہ آنحضرتؐ نے مدینہ کے یہود کو جمع کر کے اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ جب یہود غزوہ بدر کے بعد کھلم کھلا اپنے معاہدے کو توڑ کر بغاوت پر آمادہ ہوئے تو آنحضرتؐ نے ان عہد شکنوں کو انذار فرمایا۔ انہیں بنوقینقاع کے بازار میں جمع کر کے آپؐ نے ارشاد فرمایا اسلام قبول کر لو ورنہ کہیں تم پر بھی قریش کی طرح خدا کا غضب نازل نہ ہو لیکن انہوں نے جواب دیا کہ تم اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تم نے قریش کے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ وہ لڑائی کے فن سے ناواقف تھے۔ اگر تم ہم سے لڑتے تو تمہیں معلوم ہوتا۔

(سنن ابوداؤد باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ)

پھر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے اور رسول کریمؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہود کے پاس چلو۔ ہم آپ کے ساتھ گئے۔ یہاں تک کہ یہود کے پاس پہنچے۔ رسول اللہؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے یہود مسلمان ہو جاؤ۔ آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے اور انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا۔'' (صحیح مسلم باب اجلاء الیہود من الحجاز)

اہل کتاب کو تبلیغ صرف مدینہ تک محدود نہ تھی۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ غزوہ بدر سے قبل آنحضرتؐ نے خیبر کے یہود کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا تھا۔ جس میں توریت میں آنے والے موعود نبی کی پیشگوئیوں کا حوالہ دے کر فرمایا تھا کہ تم پر زبردستی نہیں ہے لیکن گمراہی اور ہدایت ظاہر ہو گئی ہے اس لئے تم اب اسلام قبول کر لو۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 ص 371)

اس کے علاوہ علاقے کے نمایاں عیسائی فرمانرواؤں مثلاً قیصر روم، مقوقس مصر اور حبشہ کے نجاشی کے نام تبلیغی خطوط روانہ کئے گئے۔ ان سب تاریخی شواہد کی موجودگی میں کیرن آرمسٹرانگ کا یہ دعویٰ کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے ان کے دین کافی سمجھے گئے تھے اور انہیں مسلمان کرنے کی کوئی خاطر خواہ کوشش نہیں کی جاتی تھی۔ ایک بے معنی دعویٰ ہے۔ آنحضرتؐ نے اہل کتاب کو بھی تبلیغ کا حق ادا فرما دیا تھا اور عام یہودی اور عیسائیوں سے لے کر ان کے بڑے بڑے بادشاہوں تک کو اسلام قبول کرنے اور ایمان لانے کی دعوت دی تھی اور اس کے نتیجے میں نجاشی اور مقوقس مصر جیسے نمایاں افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

لکھنے والا خواہ ایک نتیجہ نکالے یا دوسرا، وہ کسی بات کی مخالفت کرے یا حمایت کرے، اسے بہر حال کچھ اخلاقی ضابطوں کی پیروی کرنی چاہئے۔ اس پر لازم ہے کہ جب کوئی تاریخی بات بیان کرے، خاص طور پر جب مسلمہ تاریخی حقائق سے ہٹ کر کوئی نظریہ پیش کرے تب تاریخی کتب کا حوالہ دے اور اصل تاریخی مآخذ بیان کرے لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مستشرقین کی تحریریں بالعموم تاریخی حوالوں سے خالی ہوتی ہیں یا اگر کہیں کوئی حوالہ درج بھی کیا جاتا ہے اصل متن پڑھا جائے تو انکشاف ہوتا ہے کہ پوری بات بیان نہیں کی گئی بلکہ اپنے مطلب کی جزوی بات بیان کی گئی ہے اور کچھ حقائق چھپا دیئے گئے ہیں۔

پھر صرف تاریخی حوالہ بیان کرنا کافی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے۔ اس کا استعمال بھی بہت ضروری ہے۔ ہر لکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ بیان کردہ واقعات کا عقلی تجزیہ کرے اور اسی کے متعلق دیگر روایات کو بھی مدنظر رکھے، پھر نتیجہ اخذ کرے۔ مغربی مصنفین جب سیرت رسولؐ پر قلم اٹھاتے ہیں تو قلت مطالعہ کا عارضہ واضح طور پر نظر آ رہا ہوتا ہے۔ وہ ایک واقعہ کے متعلق مکمل پس منظر اور تمام روایات کا علم نہیں رکھتے لیکن من پسند نتیجہ نکالنے کی جلدی کرتے ہیں اور بجائے اصلی تاریخی مآخذ بیان کرنے کے اپنے جیسے مغربی مصنفین کی کتب کا حوالہ دے کر خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کتب میں بیان کردہ واقعات بسا اوقات معتبر اصل تاریخی مآخذ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح غلط روایات اور غلط استدلال کا یہ منحوس چکر چلتا رہتا ہے اور بہت سے مقامات پر یہ مستشرقین It looks like that, It seems اور Probably جیسے الفاظ استعمال کرنا کافی سمجھتے ہیں اور کوئی دلیل نہیں دیتے۔ ان وجوہات کی بنا پر یا تو یہ مصنفین دانستہ طور پر غلط نتائج پیش کرتے ہیں یا کم از کم غلط نتیجے تک پہنچتے ہیں اور اپنے پڑھنے والوں کے ذہن پر بھی غلط تاثر قائم کر دیتے ہیں۔ ان کی تحریریں بسا اوقات تاریخی واقعات کی بجائے فرضی افسانوں کا رنگ رکھتی ہیں۔

ریاض محمود باجوہ صاحب

مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب ایڈووکیٹ کی یاد میں

چلے گی گلشن الفت میں جب نسیم سحر ☆ تمہاری یاد میں کلیاں بھی مسکرائیں گی

مکرم بھائی مظفر احمد صاحب قبل جون 2003ء کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ ان کی اچھی باتوں کی وجہ سے ان کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ رہتی ہے۔ آپ سے تعلق رکھنے والے اب تک ملنے پر ان کا ذکر خیر کرکے ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے اخلاق اور آپ کی عادات ایسی تھیں کہ پہلی ملاقات والے کو بھی بہت متاثر کرتی تھیں۔

سرگودھا جماعت کے ایک فعال اور سرگرم خادم سلسلہ مکرم چوہدری صفدر علی وڑائچ صاحب نے ایک دن خاکسار سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے بتایا کہ ''میری محترم باجوہ صاحب سے صرف ایک ملاقات ہوئی تھی۔ میرے چھوٹے بھائی مکرم طاہر احمد وڑائچ صاحب مربی سلسلہ چونڈہ میں تعینات تھے۔ خاکسار ان سے ملنے کے لئے چونڈہ گیا۔ میرے ساتھ مکرم ملک گلزار احمد صاحب سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ سرگودھا بھی تھے۔ چونڈہ میں ہم نے ایک رات قیام کیا۔ مکرم مظفر صاحب کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ہمیں اپنے ہاں ناشتہ کی دعوت دی۔ ہم ناشتہ پر آپ کی رہائش گاہ پر گئے۔ نہایت پُر تکلف دعوت تھی۔ پھر آپ کی ملنساری، محبت اور مروت نے اس دعوت کو اور بھی پُر تکلف بنا دیا۔ دو اڑھائی گھنٹے تک ہم اکٹھے بیٹھے آپس میں باتیں کرتے رہے۔ جماعتی اور دینی امور ہی زیر بحث رہے۔ اتنی ملاقات اور ضیافت پر میرا یہ تاثر تھا کہ محترم باجوہ صاحب ایک مثالی احمدی اور جماعتی عہدیدار ہیں اور ان کے اچھے انداز اور اخلاق دوسروں کے لئے قابل تقلید ہیں۔ یہی تاثر میرے دوسرے ساتھی مکرم ملک گلزار احمد صاحب کا بھی تھا اور میں نے اسی دن اور اسی ملاقات سے متاثر ہوکر محترم باجوہ صاحب کو اپنی پسندیدہ شخصیات کی فہرست میں شامل کرلیا۔

مکرم محمد الیاس بٹ صاحب ہائیڈل برگ جرمنی امسال ربوہ تشریف لائے اور مظفر بھائی کی وفات پر خاکسار سے اظہار افسوس کیا کہنے لگے کہ خاکسار کی دوستی مکرم مظفر صاحب سے کافی پرانی تھی میں بھی ان کے ساتھ کچھ عرصہ وکالت کرتا رہا ہوں۔ وہ ایسا وجود تھا۔ جس سے دوستی پر فخر کیا جا سکتا تھا۔ انہوں نے دوسرے کا ہمیشہ بھلا ہی سوچا اور ہمدردی ہی کی۔ ارادۃً کبھی کا کسی برا نہیں سوچتے تھے۔ صاف گو اور صاف دل۔ کوئی دھوکا کوئی ملاوٹ ان کے اخلاق اور عادات میں نہ تھی۔ ہمیں ان کی جدائی پر شدید خلاء محسوس ہوتا ہے۔ جب تک وہ پسرور میں وکالت کرتے رہے ہمارے لئے ان کا وہاں ہونا بہت بڑا سہارا تھا۔ پسرور میں مقیم میرے بھائیوں کو بوقت ضرورت آپ کی راہنمائی اور تعاون حاصل رہتا تھا۔

چونڈہ جماعت کے ایک احمدی دوست مکرم محمد یعقوب بٹ صاحب ایک دن ربوہ دفتر تشریف لائے۔ مکرم مظفر صاحب کے متعلق اپنے تاثرات اور جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے جب سے امیر صاحب کی وفات ہوئی ہے میں نے یہ محسوس کیا کہ میرا دایاں بازو کٹ گیا ہے۔ میری بڑی بے تکلفی تھی آپ سے۔ ہر مشورہ اور ہر بات آپ سے کر لیتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ میری صحیح راہنمائی کرتے تھے۔ دل کے صاف سچے، ہمدرد اور مخلص تھے۔ اس لئے آپ کے مشورہ اور راہنمائی میں بھی بڑی برکت ہوتی تھی۔ ہمارے لئے تو وہ ایک رحمت کا فرشتہ تھے۔ ہمارے صدر جماعت اور امیر حلقہ تھے ان کی اطاعت کرکے بڑی خوشی ہوتی تھی۔ تقریباً ہر گھر اور ہر فرد سے ان کا گہرا ذاتی تعلق تھا۔ جماعت کے بڑے چھوٹے سب ہی ان کا احترام کرتے اور ان کو عزت دیتے تھے۔ ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ جن سے ان کا ذکر خیر کا حق ادا ہوسکے۔

مکرم مظفر احمد بٹ صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ چونڈہ نے مکرم مظفر بھائی صاحب کے حوالے سے اپنی ایک خواب سنائی۔

کہنے لگے کہ ''میں بڑا پریشان تھا کہ محترم امیر صاحب اس طرح اچانک ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ جس رات ان کی وفات ہوئی اس رات بھی میری ان سے ملاقات ہوئی۔ بڑی بیقراری اور طبیعت میں بے چینی تھی کہ یہ کیا ہوگیا ہے۔ تو آپ مجھے خواب ملے میں نے آپ سے پوچھا امیر صاحب آپ کو کیا ہوا ہے کہ اس طرح اچانک آپ ہم سے جدا ہوگئے۔ تو آپ اپنی طبیعت کے مطابق میری بات سن کر خاموش رہے اور پھر اتنا کہا کہ میں نے بہت اچھی زندگی گزاری ہے۔ آپ کا یہ فقرہ سن کر مجھے دلی خوشی ہوئی اور اس خیال سے آپ کا انجام بخیر ہوا ہے میں فرط جذبات سے لبریز ہوکر آپ سے بغلگیر ہوگیا اور اس خواب کا میری طبیعت پر بہت اچھا اثر تھا۔''

مکرم افضال احمد رؤف صاحب مربی سلسلہ جو سیالکوٹ میں ضلع مربی رہے ہیں اور جن دنوں بھائی صاحب کی وفات ہوئی وہ گوجرانوالہ کے ضلع مربی تھے۔ ایک دن دفتر آئے تو کہنے لگے کہ محترم مظفر صاحب بڑے پیارے وجود تھے۔ ان سے کافی واسطہ رہا۔ جب میں ضلع سیالکوٹ سے تبدیل ہو کر گوجرانوالہ آ گیا تو اس دوران آپ سے ایک دفعہ ملاقات ہوئی۔ آپ بڑے خوشگوار انداز میں مجھے کہنے لگے مربی صاحب آپ اگرچہ ہمارے ضلع سے چلے گئے ہیں لیکن ہم نے پھر بھی آپ کو اپنے پاس ہی رکھا ہوا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا باجوہ صاحب وہ کیسے کہنے لگے مربی صاحب ہم نے آپ کی تصویر اپنے مربی ہاؤس میں لگائی ہوئی ہے۔ آپ ہمیشہ دل لگی اور مروت کی بات ہی کرتے۔ اسی لئے ہر کوئی آپ سے جلد بے تکلف ہوجاتا۔

مکرم شاہد احمد باجوہ صاحب آف ککھانوالی نزد چونڈہ حال مقیم جرمنی بھائی مظفر احمد صاحب کے بڑے گہرے اور دیرینہ دوست تھے۔ جب بھائی مظفر صاحب کی وفات ہوئی تو تحصیل کچہری پسرور کے کئی وکلاء نے ان سے بھی براہ راست مل کر اظہار تعزیت کیا۔ آپ نے چند وکلاء کے تحریری تاثرات خاکسار کو بھجوائے تھے۔ ان تاثرات سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مکرم بھائی صاحب کا اپنے ساتھی غیر از جماعت وکلاء کے دل میں کس قدر احترام تھا اور وہ ان سے کتنے متاثر تھے۔

مظفر باجوہ صاحب پسرور بار کی ایک غیر متنازعہ اور ہر دل عزیز شخصیت تھے بحیثیت ایک وکیل اور بحیثیت ایک انسان اچھی شہرت کے حامل تھے۔ نیک دلی، نرم مزاجی اور نفاست پسندی آپ کی طبیعت کا خاصہ تھی''۔

مکرم مظفر باجوہ صاحب کی شخصیت میں بڑی جاذبیت تھی۔ آپ کی بات میں وزن اور آواز میں اثر تھا۔ نہایت باوقار، خوبصورت، خوب سیرت، خوش گفتار اور خوش لباس وجود تھے۔ لائق، محنتی اور دیانت دار تھے۔ اپنے پیشہ سے انتہائی مخلص تھے۔ بار، بنچ اور عوام میں یکساں مقبول تھے۔ پسرور بار کے ایک سو سے زائد وکلاء ہیں۔ سبھی آپ کی عزت کرتے تھے۔''

مظفر باجوہ صاحب کی اچانک وفات سے پوری بار سوگوار ہوگئی ابھی تک یقین نہیں آتا کہ وہ ہم سے بچھڑ گئے ہیں اور یہ سوچنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

میری آپ سے شناسائی 1985ء میں ہوئی جب میں نے وکالت شروع کی۔ ان کی مروت اپنائیت نے ہم کو باہم دوست بنا دیا۔

بطور وکیل آپ ایک ایماندار، محنتی اور نہ بکنے والے انسان تھے۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ غلط اور جھوٹا مقدمہ نہ لیا جائے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق اور اچھے کردار کی وجہ سے آپ بار کے اکثریتی ووٹوں سے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور پسرور بار کے فنانس سیکرٹری بھی رہے۔ پسرور بار میں آپ کی ذاتی دلچسپی اور کوشش سے لائبریری کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یکسانیت اور توازن آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ لباس نہایت عمدہ اور صاف پہنتے تھے۔ اکثر وکلاء آپ کی نفاست پسندی سے متاثر تھے۔ ہر وکیل آپ کو اپنا دوست خیال کرتا تھا۔ آپ میں ایک یہ خوبی بھی تھی کہ کسی بھی مقدمہ کے ٹرائل کے دوران بحث کے وقت مخالف وکیل کی عزت نفس کا خیال رکھتے تھے۔ اپنے جذبات پر قابو رکھ کر صرف قانونی نکات پر بات کرتے تھے۔ ان کی شخصیت کا ہر پہلو خوشگوار اور نکھرا ہوا تھا۔ اپنی ذات میں آپ ایک ادارہ تھے۔''

مکرم بھائی مظفر احمد صاحب اپنی وفات کے بعد جماعت احمدیہ چونڈہ کے بعض احباب کو خواب میں ملے۔ اس سلسلہ میں بعض دوستوں کی خوابوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔

مکرم محبوب احمد لون صاحب سیکرٹری امور عامہ ضلع سیالکوٹ نے مورخہ 27 جون 2003ء بروز جمعۃ المبارک چونڈہ کی بیت الذکر میں خاکسار کو بتایا کہ ''خواب میں ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مظفر باجوہ صاحب بہت بیمار ہیں اور میں ان کی عیادت کے لئے جا رہا ہوں میں نے اسے کہا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اتنے میں ایک طرف سے مکرم مظفر باجوہ کو اپنی طرف آتے دیکھا میں حیران ہوا میں نے باجوہ صاحب سے کہا کہ آپ تو فوت ہو گئے تھے کہنے لگے نہیں میں تو فوت نہیں ہوا میں تو زندہ ہوں۔''

مکرم رشید احمد بھٹی صاحب آف چونڈہ کی ایک خواب ہے۔ آپ نے بتایا کہ ''28 جون 2003ء کو میں سیالکوٹ میں اپنے دفتر میں سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا تو اپنے سامنے مکرم مظفر باجوہ صاحب کو کھڑے پایا۔ میں نے آپ کو اندر آنے کو کہا تو کہنے لگے میں صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ آپ لوگوں نے میری وفات کے بعد میری بڑی تعریف کی ہے اور ساتھ ہی کہا اچھا اب میں چلتا ہوں۔ آپ نے شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی۔ آپ کو واپس جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ پھر میری آنکھ کھل گئی۔''

ایک احمدی دوست مکرم سہیل احمد باجوہ صاحب نے اپنی خواب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ''ایک دفعہ وفات کے بعد مکرم مظفر باجوہ صاحب مجھے خواب میں ملے اور کہنے لگے سہیل صاحب اب آپ بیت الذکر کی نگرانی کا کام سنبھال لیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس خواب کے بعد مجلس عاملہ نے میرے سپرد یہی ذمہ داری کردی۔

مکرم بھائی مظفر احمد صاحب نے ایک واقف زندگی کی طرح خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔ اپنے اہم کام جماعتی کام کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے۔ واقعی آپ نے ایک اچھی قابل ذکر زندگی گزاری۔ اور اپنا مقام لوگوں کے دلوں میں بنایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ ہمارے پیارے بھائی کے درجات کو بلند فرمائے اور سلسلہ عالیہ کو ان سے بھی بہتر کام کرنے والے نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

سب سے بڑا ہوائی اڈہ

شاہ خالد انٹرنیشنل ائر پورٹ، ریاض، سعودی عرب رقبہ 221 مربع کلومیٹر (86 مربع میل)۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر 39649 میں شکیل الرحمٰن ولد حبیب الرحمٰن قوم راجپوت پیشہ کاروبار عمر 27 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 25/19 دارالعلوم غربی ثناء ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 16-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/2000 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد شکیل الرحمٰن گواہ شد نمبر 1 حبیب الرحمٰن ولد خوشی محمد 25/19 دارالعلوم غربی ثناء ربوہ گواہ شد نمبر 2 سیف الرحمٰن ولد حبیب الرحمٰن 25/19 دارالعلوم غربی ثناء ربوہ

مسل نمبر 39650 میں صبیحہ حناء بنت ملک رفیق احمد مرحوم قوم اعوان پیشہ طالب علمی عمر 19 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 10/10 دارالعلوم جنوبی حلقہ بشیر ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 12-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔سونے کی بالیاں مالیت -/3000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ صبیحہ حناء گواہ شد نمبر 1 وسیم احمد ولد ملک رفیق احمد مرحوم 10/10 دارالعلوم جنوبی حلقہ بشیر ربوہ گواہ شد نمبر 2 محمد زاہد ولد نور محمد 10/10 دارالعلوم جنوبی حلقہ بشیر ربوہ

مسل نمبر 39653 میں سیدہ قرۃ العین زوجہ سید مسعود احمد منصور قوم سید پیشہ خانہ داری عمر 39 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالشکر ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 28-8-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔حق مہر -/50000 روپے نصف حق مہر بصورت زیور وصول شدہ ۔ زیور وزن 7 گرام 170 ملی گرام ایک سیٹ چاندی دونوں کی مالیت -/45250 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ سیدۃ قرۃ العین گواہ شد نمبر 1 سید طاہر محمود ماجد 22896 گواہ شد نمبر 2 سید محمود احمد ولد سید بشیر احمدی دارالشکر ربوہ

مسل نمبر 39654 میں محبّ اللہ ولد ملک محمود احمد قوم سوبی پیشہ طالب علم عمر 15 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالفتوح غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 1-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد محبّ اللہ گواہ شد نمبر 1 جنید احمد وصیت نمبر 32242 گواہ شد نمبر 2 مبارک احمد شاہد 32683

مسل نمبر 39655 میں لطیفاں بی بی بیوہ منیر احمد مرحوم قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر 67 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 1-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔مکان طاہر آباد قیمت -/300000 روپے۔طلائی بالیاں قیمت -/7200 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ لطیفاں بی بی گواہ شد نمبر 1 نوید احمد ولد نصیر احمد احمد نگر ربوہ گواہ شد نمبر 2 امیر احمد ولد منیر احمد مرحوم احمد نگر ربوہ

مسل نمبر 39656 میں جمال احسن قریشی ولد محمد ارشد قریشی قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر 33 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 27/17 دارالرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 20-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔نقد رقم -/10000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/3000 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد جمال احسن قریشی گواہ شد نمبر 1 محمد ارشد قریشی ولد محمد احسن قریشی 27/17 دارالرحمت وسطی ربوہ گواہ شد نمبر 2 محمد لئیق ولد محمد رفیق 15/19 دارالرحمت وسطی ربوہ

مسل نمبر 39657 میں رفیق احمد ولد چوہدری غلام رسول قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر 48 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 52/17 دارالرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 14-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔دکان کا سرمایہ مبلغ -/20000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/10000 روپے ماہوار بصورت کاشتکاری مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد رفیق احمد گواہ شد نمبر 1 محمد لئیق ولد محمد رفیق 15/19 دارالرحمت وسطی ربوہ گواہ شد نمبر 2 عامر نصیر ولد نصیر احمد 33/17 دارالرحمت وسطی ربوہ

مسل نمبر 39658 میں نورالصباح بنت شیخ طارق احمد قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر 18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 3/15 دارلرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 25-7-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔طلائی زیور 1 تولہ قیمت -/8000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ نورالصباح گواہ شد نمبر 1 محمد لئیق ولد محمد رفیق 15/19 دارالرحمت وسطی ربوہ گواہ شد نمبر 2 سعیدالدین ولد محمد یوسف 5/19 دارالرحمت وسطی ربوہ

مسل نمبر 39659 میں حامد محمود ولد ڈاکٹر سردار قوم پیشہ طالب علم عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نیو میر ٹاؤن عادل ہسپتال لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 20-8-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔وراثت میں مکان کا حصہ رقبہ مکان و زمین کل 16 مرلے۔مکان تعمیر 8 مرلے پر کل مالیت مکان و زمین 28 لاکھ روپے۔ (مشترکہ حصہ والدہ۔ ذاتی۔ بھائی۔ بہن) اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد حامد محمود گواہ شد نمبر 1 لطیف احمد ڈار اقبال پارک لاہور گواہ شد نمبر 2 محمود الحسن ولد ڈاکٹر ایس ایم حسن نیو میر عادل ہسپتال لاہور چھاؤنی

مسل نمبر 39660 میں سید عمار احمد ولد سید منور احمد قوم سید پیشہ طالب علم عمر 21 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن FF-264 ڈیفنس لاہور کینٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 15-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/700 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد سید عمار احمد گواہ شد نمبر 1 سید محمود احمد ولد سید محمد طفیل FF-264 ڈی ایچ اے گواہ شد نمبر 2 لطیف احمد ڈار ولد محمد اسماعیل ڈار 163/A اقبال ٹاؤن لاہور

مسل نمبر 39661 میں سعدیہ ظہیر بنت ظہیر احمد خان قوم پٹھان پیشہ طالب علم عمر 20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-122 ڈیفنس لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 2-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/2000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ سعدیہ ظہیر گواہ شد نمبر 1 ظہیر احمد خاں ولد نصیر احمد خان R-122 ڈیفنس لاہور گواہ شد نمبر 2 سید محمد احمد ولد سید محمد افضل FF-264 ڈیفنس لاہور

مسل نمبر 39662 میں بصیر احمد خاں ولد ظہیر احمد خاں قوم پٹھان پیشہ طالب علم عمر 16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن R-122 ڈیفنس لاہور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 2-9-04 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد بصیر احمد خان گواہ شد نمبر 1 ظہیر احمد خان ولد نصیر احمد خان R-122 ڈیفنس لاہور گواہ شد نمبر 2 سید محمد احمد ولد سید محمد افضل FF-264 ڈیفنس لاہور

مسل نمبر 39663 میں سارہ بیگم زوجہ شیخ عبدالماجد قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر 62 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 854/Z ڈیفنس لاہور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 3-9-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔حق مہر وصول شدہ -/1500 روپے۔طلائی زیور 5 تولے مالیتی -/35000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ سارہ بیگم گواہ شد نمبر 1 خلیل احمد سولنگی ولد نصیر احمد سولنگی وصیت نمبر 29780 گواہ شد نمبر 2 مجید احمد ولد چوہدری انور احمد سیالکوٹی 522E پنجاب سوسائٹی لاہور

تریاق مثانہ

کثرت پیشاب کی مفید ترین دوا

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

فون: 212434-04524 فیکس: 213966

اطلاعات واعلانات

ولادت

مکرم پروفیسر محمد خالد گورایہ صاحب پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے مکرم عطاء الرحمٰن گورایہ صاحب مقیم ٹورانٹو کینیڈا اور مکرمہ فاخرہ عطا صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پہلی بیٹی کے بعد مورخہ 19 نومبر 2004ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام منیب الرحمٰن تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری ناصر احمد بسرا صاحب کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے نومولود کو خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم طاہر احمد خان صاحب ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی بیٹی مکرمہ نمیرا خان صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ وقار احمد صاحب کو 12 نومبر 2004ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام ''ادیب احمد'' عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب صدر محلّہ دارالرحمت وسطی ربوہ کا پوتا ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو ایمان، صحت اور قسمت والی لمبی عطا کرے اور خادم سلسلہ بنائے۔

اعلان داخلہ

پنجاب یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز نے درج ذیل کورسز میں داخلے کا اعلان کیا ہے۔ (i) ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن۔ (ii) ماسٹر ان ہیومن ریسورسز مینجمنٹ (iii) ماسٹرز ان فنانس (iv) ماسٹر ان ہیلتھ ایڈمنسٹریشن۔ (v) ماسٹرز ان مارکیٹنگ۔ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 4/ دسمبر 2004ء ہے۔ مزید معلومات کے لئے روزنامہ ڈان مورخہ 23 نومبر 2004ء ملاحظہ کریں۔

نکاح

مکرم محمد واحد اللہ جاوید صاحب کارکن وقف جدید ارشاد لکھتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے مکرم اسامہ احمد خان صاحب کا نکاح مکرمہ تسکین نذیر صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد سعید صاحب نمبردار آف ڈیرہ غازی خان سے مورخہ 19 نومبر 2004ء کو پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم عبدالماجد صاحب امجد امیر ضلع ڈیرہ غازی خان نے ڈیرہ غازی خان میں پڑھا۔ بچی مکرم احمد بخش خان صاحب نمبردار مرحوم آف ڈیرہ غازی خان کی پوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے باعث برکت بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ملک جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ لکھتے ہیں۔ خاکسار کے بہنوئی محترم ملک عبدالقدیر صاحب جو مورخہ 12/ نومبر 2004ء امریکہ سے عزیزوں کو ملنے لئے آئے تھے۔ بقضائے الٰہی مورخہ 18/ نومبر 2004ء وفات پا گئے۔ مرحوم کی عمر 83 سال تھی۔ آپ کے اہل وعیال سب امریکہ میں مقیم ہیں سوائے ایک بیٹے بشارت احمد طاہر صاحب جو ربوہ میں مع اہل وعیال مقیم ہیں۔ مرحوم کا جنازہ خاکسار نے دارالنصر وسطی کی گراؤنڈ میں پڑھایا۔ جس میں محلّہ کے کثیر احباب شامل ہوئے۔ اور بعد از تدفین دعا کرائی۔ بیوہ کے علاوہ مرحوم نے 2 بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے اہل و عیال اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اعلان دارالقضاء

(محترمہ تاج بیگم صاحبہ بابت ترکہ مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب)

محترمہ تاج بیگم صاحبہ آف چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر نے درخواست دی ہے کہ میرے شوہر مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب ولد مکرم چوہدری غلام قادر صاحب ساکن بکھو بھٹی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقضائے الٰہی وفات پا چکے ہیں۔ قطعہ نمبر 6/ 7 دارالعلوم شرقی رقبہ 9 مرلہ 174 مربع فٹ ان کے نام بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ یہ قطعہ ان کے جملہ ورثاء کے نام بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

(1) محترمہ تاج بیگم صاحبہ (بیوہ)
(2) محترمہ امۃ الباری صاحبہ (بیٹی)
(3) محترمہ شہناز اختر صاحبہ (بیٹی)
(4) محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (بیٹی)
(5) محترمہ نویدہ صاحبہ (بیٹی)
(6) محترمہ فردوس اکبر صاحبہ (بیٹی)
(7) محترمہ فرحت اکبر صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

خبریں

مغربی سرحد کی نگرانی امریکہ نے افغانستان کے ساتھ پاکستان کی مغربی سرحدوں کو محفوظ بنانے اور سرحدوں کی نگرانی کے نظام کو مزید موثر اور بہتر بنانے کیلئے گلوبل پوزیشنگ سسٹم (سرحدوں کی نگرانی کا نظام) پاکستان کو فراہم کر دیا ہے۔ پینٹا گون نے یقین دہانی کروائی ہے کہ خطے میں عدم استحکام پیدا نہیں ہوگا۔ جاسوس طیارے اور میزائل بھی پاکستان کو ملیں گے۔ امریکی کانگرس نے پاکستان کو ساڑھے پندرہ کروڑ ڈالر کے 6 اینٹی شپ میزائل فالنکس فراہم کرنے کی منظوری کی دے دی ہے۔ پاکستان نے یہ سامان دینے کی درخواست دی تھی۔

مسئلہ کشمیر اور فلسطین صدر جنرل مشرف نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر اور فلسطین کے تنازعات حل ہونے چاہئے تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ پاکستان تیار ہے بھارت کو بھی آگے بڑھ کر ساتھ چلنا چاہئے۔ یہ خیال غلط ہے کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہیں اور مغرب انہیں نشانہ بنا رہا ہے۔

قرآن پاک کی معیاری طباعت چوہدری پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ قرآن پاک کی معیاری طباعت اور شہید نسخہ جات کو محفوظ کرنے کیلئے بورڈ قائم کیا جائے گا۔ بورڈ قرآن پاک کے نسخے مستحق افراد میں تقسیم کرے گا اور قرآن محل بھی قائم کیا جائے گا۔ طلبہ وطالبات کو باترجمہ قرآن کے نسخے مفت دیئے جائیں گے۔ غریب بچیوں کو جہیز میں بلامعاوضہ قرآن پاک دیئے جائیں گے۔

معذوروں کا عالمی دن اور ہماری ذمہ داریاں

بین الاقوامی طور پر معذور ہر اس فرد کو کہا اور سمجھا جاتا ہے جو کسی بھی لحاظ سے کوئی کمی رکھتا ہو۔ ان میں نابینا، گونگے بہرے، ذہنی اور جسمانی معذور شامل ہیں۔ ان چاروں کی اپنی اپنی ضروریات ہیں۔ حکومت اور رفاہی تنظیموں نے اسی بات کو مدنظر رکھ کر ان کی تعلیم وتربیت کیلئے مختلف ادارہ جات قائم کر رکھے ہیں جو ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں کم وبیش موجود ہیں یا عنقریب قائم کر دیئے جائیں گے۔ ہم معذوروں کے عالمی دن کی نسبت سے سب معذوروں کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اے معذور! خدا پر توکل کیا کرو اور اس سے دل لگا کر رکھو اپنی صلاحیتوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ اور خود کو خالق حقیقی کی بہترین مخلوق ثابت کرو۔ کسی بھی معذور بھائی کی تحقیر کا امکان ہی پیدا نہ ہونے دو۔ محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کا عملی نمونہ بن کر دنیا کو دکھوں کی جگہ جنت بناؤ اور اے نسبتاً طاقتور لوگو! پسماندہ اور کمزور معذوروں کو زندگی کے سفر میں اپنے ساتھ لے کر چلو ان کیلئے بھی تعلیم تربیت اور روزگار کے مواقع پیدا کرو اور اجر پاؤ۔

(مجلس نابینا ربوہ)

ربوہ میں طلوع وغروب 3۔ دسمبر 2004ء

طلوع فجر	5:24
طلوع آفتاب	6:50
زوال آفتاب	11:58
وقت عصر	3:34
غروب آفتاب	5:06
وقت عشاء	6:33

خوشخبری
جدید ڈیزائنوں کی ایکسپورٹ کوالٹی گارمنٹس پر
مخصوص مدت کیلئے خصوصی ڈسکاؤنٹ
خان بابا گارمنٹس گولبازار ربوہ فون 212233

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
زاہد جیولرز
مہران مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: حاجی زاہد مقصود 04524-215231

ھوالشافی
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر
مقبول ہومیو پیتھک فری ڈسپنسری
زیر سرپرستی مقبول احمد خان۔ زیر نگرانی ڈاکٹر محمد الیاس شورکوٹی
بس سٹاپ بستان افغاناں۔ تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود دکان 213649 رہائش 211649

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری سیاحتی، بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
بخارا اصفہان، شجرکار، ویجی ٹیبل ڈائز۔ کوکیشن افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان آف شکرگڑھ
12۔ ٹیگور پارک نکلسن روڈ لاہور عقب شوبرا ہوٹل
042-6306163-6368130Fax:042-6368134
E-mail:muaazkhan786@hotmail.com

C.P.L29